حضرت ابوبکرؓ کے سرکاری خطوط

از
(جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق اُستاذ ادبیاتِ عربی دہلی یونی ورسٹی)

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ فرمائیے برہان بابتہ ماہ نومبر ۵۸ء)

(۸)

۲۴ - یزید بن ابی سفیان کے نام

جس طرح ابوعبیدہ کے جاسوسوں نے قیصر روم کی جنگی تیاریوں سے ان کو مطلع کیا۔ اسی طرح یزید کے جاسوسوں نے قیصر کی نقل و حرکت اور عسکری مساعی سے ان کو بھی باخبر رکھا۔ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ یزید ابن ابی سفیان شام کے مورچہ پر ابوبکر صدیق کے پہلے سالار تھے۔ وہ اس وقت کہاں تھے؟ ہم وثوق کے ساتھ یہ نہیں بتا سکتے، ازدی نے ان کے میدانِ عمل سے ہمیں بالکل بے خبر رکھا ہے۔ غالب قرینہ ہے کہ وہ اس وقت دریائے اُردن[لہ] کے مشرقی گندم خیز علاقہ کی تسخیر میں مصروف تھے۔ آئی ہوئی خبروں کی بنیاد پر انھوں نے مرکز کو جو رپورٹ بھیجی اُس میں تھا:

"شاہِ روم کو ہماری چڑھائی کی جب خبر ہوئی تو خدا نے اُس کے دل میں ایسا رُعب ڈالا کہ وہ (فلسطین چھوڑ کر) انطاکیہ چلا گیا، اس نے اپنی فوج کے رومی سالاروں کو شام کے مرکزی شہروں پر کمانڈر مقرر کیا ہے اور ان کو ہم سے لڑنے کا حکم دے دیا ہے، وہ لڑائی کے لئے تیار ہو گئے ہیں، شام کے ان رئیسوں نے جن سے ہم نے معاہدے کئے ہیں، خبر دی ہے کہ ہرقل نے اپنی بیرونِ شام قلمرو سے بھی فوجیں بلائی ہیں جو بڑی تعداد اور پورے ساز و سامان سے آ رہی ہیں، اب بتایئے آپ کا کیا حکم ہے، اپنی رائے سے مطلع کیجئے تاکہ ہم اس کے مطابق عمل کریں۔" (فتوح الشام ازدی ص ۲۵)

لہ یہ بحیرۂ طبریہ کو بحرِ میت سے ملاتا ہے، دیکھئے نقشہ

ابوبکر صدیق کا جواب :

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم : تمھارا خط ملا جس میں تم نے لکھا ہے کہ شاہِ روم کے دل میں مسلمان نوجوں کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ وہ (فلسطین، دمشق اور حلب سے بھاگتا ہوا) انطاکیہ چلا گیا۔ جب ہم رسول اللہ کے ساتھ تھے تو خدا نے جس کے ہم سپاس گذار ہیں ایک طرف مشرکوں کے دلوں میں رُعب ڈال کر اور دوسری طرف ملائکۂ کرام بھیج کر ہماری مدد فرمائی۔ جس دین کے قیام کے لئے اللہ نے رُعب و ہیبت سے کل ہماری مدد کی، اسی دین کی آج بھی ہم دعوت دے رہے ہیں۔ تمھارے رب کی قسم! اللہ مسلمانوں کا انجام مجرموں کا سا نہیں کرے گا اور جو لوگ کہتے ہیں "سوائے اللہ واحد کے کوئی دوسرا معبود نہیں" ان کا مقدر ان لوگوں کا سا نہ ہوگا جو اللہ کے ساتھ دوسرے خداؤں کی عبادت کرتے ہیں، اور کئی کئی خداؤں کے قائل ہیں۔ جب تم شاہ روم کی فوج سے مقابل ہو تو ان پر ٹوٹ پڑنا اور خوب لڑنا۔ اللہ ہرگز تمھاری مدد سے ہاتھ نہیں اُٹھائے گا۔ اُس تبارک و تعالیٰ نے ہم کو خبر دی ہے کہ چھوٹی فوج اس کے کرم سے بڑی فوج پر غالب آجاتی ہے: بہر حال میں تمھارے پاس پے در پے رسد بھیجوں گا، اتنی کہ تمھاری ضرورت رفع ہو جائے گی اور تم فردِ واحد تک کی کمی محسوس نہیں کرو گے ان شاء اللہ، والسلام علیک ورحمۃ اللہ" (فتوح الشام ازدی صفحہ ۲۶)

یزید کا اور اس سے پہلے ابو عُبیدہ بن جراح کا مراسلہ پڑھ کر ابوبکر صدیق کے دل میں نہ تو خوف پیدا ہوا اور نہ اُن کے "عزم تسخیر" میں کوئی کمزوری آئی۔ ان کو یقین تھا کہ شام فتح ہوگا اور رسول اللہ کی پیش گوئی پوری ہو کر رہے گی۔ انھوں نے فوجی فراہمی کی کوشش تیز تر کر دی۔ تینوں سالاروں کے شام روانہ ہونے کے بعد یمن سے برابر چھوٹی بڑی ٹولیاں اور قبائلی رئیس مع ماتحت قبائل کے مدینہ آتے رہے تھے جن کو ابوبکر صدیق ان سالاروں سے ضم ہونے بھیج دیتے تھے، نو واردوں کا کچھ حصہ تو سالاروں سے جا ملا تھا

اور کچھ ابھی راستہ میں تھا۔ یزید اور ابو عُبَیدہ کے مذکورہ بالا مراسلوں کے بعد ابو بکر صدیق نے جہاں جہاں امید تھی اپنے افسروں کو فوری خط لکھے اور فوجیں طلب کیں۔ عربستان کے انسانی سوتے کچھ تو پہلے ہی کھل چکے تھے اور کچھ نئے اب کھل گئے۔ چند ہفتوں میں مدینہ کے باہر ایک رعب دار کیمپ بن گیا مکّہ کے بہت سے قُریشی اور مقتدر اشخاص بھی اسلام کے لئے قربانی دینے آ گئے، ابو بکر صدیق نے اس نئی فوج کا کمانڈر عمرو بن عاص کو مقرر کیا۔ اس وقت شام کے مورچوں پر تین سالار تھے: ابو عبیدہ جابیہ میں (دمشق کی عملداری) یزید بن ابی سفیان غالباً اُردن کے علاقہ میں، اور شرحبیل بن حسنہ، ان کے میدانِ عمل سے ہم بالکل ناواقف ہیں، جنگِ اجنادین[1] سے پہلے اَزدی نے اُن کو بُصریٰ[2] میں بتایا ہے، جو جابیہ کے جنوب میں ایک سرسبز اور زراعت سے بھرپور ضلع کا صدر مقام تھا۔ عمرو شام کے جغرافیہ اور حالات سے واقف تھے، مشکلات اور خطروں پر فتح پانے کی ان میں خاص صلاحیت تھی، فکر و نظر کے مالک بھی تھے ان کو فوج کے ساتھ جابیہ بھیج دیا گیا جو اس وقت شام میں مسلمانوں کا سب سے اہم اور بڑا کیمپ تھا۔ عمرو کے آنے سے ابو عبیدہ اور اُن کے ساتھیوں کو بڑی تقویت ہوئی۔

۴۳۔ ابو عُبَیدہ بن جرّاح کے نام

مدینہ سے مسلمان سالاروں کو مدد بھیجنے کی خبر سارے شام میں پھیل گئی اور مخبروں نے رسد کے اعداد و شمار اتنے بڑھا چڑھا کر بیان کئے کہ شام کے فوجی حلقوں میں خوف و ہراس پیدا ہو گیا، فوراً قیصر کے پاس سفیر دوڑائے گئے اور رسد طلب کی گئی۔ قیصر نے حوصلہ افزا جواب دیا جس کے آخری الفاظ تھے:

"اتنی فوجیں بھیجوں گا کہ زمین پر ان کا سمانا مشکل ہو جائے گا" مسلمان سمجھے تھے کہ ان کو بس شام کی مقامی فوجوں سے لڑنا ہوگا، پر جب ان کو معلوم ہوا کہ ان کے علاوہ آسیا صغریٰ، آرمینیہ اور قسطنطنیہ کی فوجوں سے نمٹنا ہے تو وہ گھبرائے۔ بڑے سالار ابو عبیدہ نے مرکز کو یہ رپورٹ بھیجی:

میرے جاسوسوں نے خبر دی ہے کہ بیرونِ شام کی امدادی فوج کے پہلے دستے شاہِ روم کے پاس

---

[1] دیکھئے نقشہ [2] دیکھئے نقشہ۔

پہنچ چکے ہیں، نیز یہ کہ شام کے بڑے شہروں کے سالاروں نے "رسد" کے لئے اس کے پاس سفیر بھیجے ہیں اور اس نے ان کو لکھا ہے:

"تمہارے ایک بڑے شہر کی آبادی کل عرب فوجوں کی تعداد سے زیادہ ہے، ڈرو مت، لڑنے نکل جاؤ، تمہارے پیچھے پیچھے رسد بھی آتی ہے" یہ خبریں ہم کو موصول ہوئی ہیں۔ مسلمان لڑنے سے گھبرا رہے ہیں......" (فتوح الشام ازدی ص۳۷)

ابوبکر صدیق کا جواب:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تمہارا خط آیا جس میں تم نے لکھا ہے کہ دشمن کی فوجیں تم سے لڑنے روانہ کردی گئی ہیں[1]، نیز یہ کہ ان کے بادشاہ نے اتنا بڑا لشکر بھیجنے کا وعدہ کیا ہے "جس کا زمین پر سمانا مشکل ہوجائے گا"۔ خدا کی قسم، تمہاری وہاں موجودگی سے زمین اپنی تمام وسعتوں کے باوجود اس پر اور اس کی فوجوں پر تنگ ہوگئی ہے! بخدا مجھے تو یہ امید ہے کہ تم عنقریب شاہِ روم کو اس جگہ سے نکال باہر کروگے جہاں وہ اس وقت مقیم ہے (یعنی انطاکیہ) تم اپنے رسالے دیہاتوں اور مزروعہ بستیوں میں پھیلا دو اور شامی فوجوں کو غلہ اور چارہ سے محروم کرکے ان کی زندگی وبال کردو۔ بڑے شہروں کا محاصرہ اس وقت تک نہ کرنا جب تک میرا حکم نہ آئے، اگر دشمن تم سے لڑنے بڑھے تو تم بھی لڑنے بڑھو اور خدا سے دعا کرو کہ ان پر غلبہ عطا کرے۔ ان کے پاس جتنی رسد آئے گی میں اتنی یا اس سے دگنی رسد بھیجوں گا۔ خدا کا شکر ہے نہ تو تمہاری تعداد کم ہے، اور نہ تم کمزور ہو، میری سمجھ میں نہیں آتا پھر تم ان سے لڑتے کیوں گھبراتے ہو، اللہ ضرور تم کو فتح عطا کرے گا اور دشمن پر غالب کرے گا، وملتمس منکم الشکر لینظر کیف تعلمون (؟) عمرو کے ساتھ اچھا طرزِ عمل رکھنا میں نے ان کو سمجھا دیا ہے کہ صحیح مشورہ دینے سے دریغ نہ کریں، وہ تجربہ کار

---

[1] ابو عبیدہ کی رپورٹ میں روانگی کی نہیں بلکہ تیاری کی خبر ہے۔

اور صائب رائے آدمی ہیں۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ۔" (فتوح الشام ازدی ص۲۲)

۴۴۔ خالد بن ولید کے نام

مذکورہ بالا خط وکتابت اور سالارانِ شام کی رپورٹوں کو اس بڑی جنگ کا پیش خیمہ سمجھنا چاہیے جو اجنادین کے نام سے مشہور ہے۔ آپ نے ابھی پڑھا کہ ابو بکر صدیق نے ابو عُبیدہ اور یزید بن ابی سفیان کے تازہ ترین خطوط کے زیر اثر عمرو بن عاص کی قیادت میں خاصی فوج بھیجی تھی، آپ نے یہ بھی پڑھا کہ اس سے پہلے مرکز کی طرف سے دستے اور مسلح جتھے برابر شام کو جاتے اور وہاں کی فوجوں میں ضم ہوتے رہے تھے، سب ملا کر اسلامی فوج کی تعداد بیس بائیس ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ گو ابو عبیدہ بن جراح کو عمرو بن عاص اور ان کے ساتھ آئی ڈھائی ہزار فوج سے کافی تقویت ہوئی پھر بھی وہ اور دوسرے سالار اپنی طاقت کی طرف سے مطمئن نہ تھے اور ان کی فوج کے حوصلے تو یقیناً پست تھے جیسا کہ ابو عبیدہ کی مرکز کو بھیجی رپورٹ کے ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے: "وانفس المسلمین لینۃ بقتالھم" (ازدی ص۳۲)

مسلمانوں کی وحشت کے کئی سبب تھے: شام کے مقامی جاسوسوں اور معاہد امراء نے مسلمانوں کے سامنے قیصر کی عسکری تیاریوں کی خبریں ایسی بڑھا چڑھا کر پیش کی تھیں کہ ان کے دل دہل گئے تھے، ان کو بتایا گیا تھا کہ رومی فوج میں صرف اہلِ شام کے علاوہ قیصر کی بیرونِ شام قلمرو۔ جزیرہ، ایشیا صغریٰ، آرمینیہ اور یورپ سے طلب کی ہوئی فوجیں بھی شامل ہیں اور ان کی تعداد ہزاروں میں نہیں لاکھوں میں ہے۔ ان خبروں کے پس منظر میں وہ دو شکستیں تھیں جو مسلمانوں کو شام کے مورچہ پر ہو چکی تھیں، ایک رسول اللہ کے آخر عہد میں جب اُن کے بھیجے ہوئے دستوں کو موتہ کے مقام پر قیصر کی فوج نے بری طرح پسپا کیا تھا اور دوسرے خالد بن سعید کی حالیہ تباہی جس میں ان کے صاحبزادے اور بہت سے مسلمان کام آئے اور وہ خود بال بال بچے تھے۔ ابو بکر صدیق کو محاذِ شام کے مسلمانوں کی اس وحشت کا علم تھا، جہاں تک فوجی طاقت بڑھانے کا سوال تھا وہ جو کچھ ان کے بس میں تھا کر رہے تھے اور اب تک بیس بائیس ہزار فوج شام کے مورچہ پر بھیج چکے تھے، اتنی بڑی جمعیت اسلام میں پہلے

کبھی محاذِ واحد پر جمع نہیں ہوئی تھی، لیکن "تعداد فوج" کو ان کی میزان فتح و شکست میں وہ اہمیت حاصل نہ تھی جو مجاہدینِ اسلام کے جذبۂ سرفروشی اور خود اعتمادی کو تھی، اس لئے انھوں نے مناسب سمجھا کہ ایک ایسے شخص کو سالارِ اعلیٰ مقرر کریں جو فوجی سمجھ بوجھ کے ساتھ سرفروشی اور خود اعتمادی کے نشہ میں سرشار ہو، ان کی نظر خالد بن ولید پر پڑی، یہ خالد جب سے اسلام لائے دسیوں جنگوں میں قائد رہ چکے تھے، اور کبھی ان کا جھنڈا نیچا نہیں ہوا تھا، یہ دشمن کی کثرت اور اپنی قلت کو خاطر میں نہ لاتے تھے، بلکہ ان کے جوہر ایسے موقعوں پر اور زیادہ کھلتے جہاں ان کی طاقت فریقِ ثانی سے نمایاں طور پر کم ہوتی، ان کی تلوار ہی میں جادو نہ تھا، ان کی شخصیت بھی کمال کی تھی، ان کے جھنڈے تلے آکر ان کے ماتحتوں میں بھی کچھ ویسی ہی لگن اور خود اعتمادی پیدا ہو جاتی جس سے خود ان کا سینہ گرم رہتا۔ ہمارے بعض مورخ بتاتے ہیں کہ ابو بکر صدیق کے پہلے سالارِ شام خالد بن سعید کو مرج الصُفر[1] (دمشق کی جنوبی عملداری) میں زک دے کر رومیوں نے فخر سے کہا تھا: "بخدا ہم ابو بکر کی ایسی خبر لیں گے کہ وہ ہمارے ملک پر ترکتازی کرنا بھول جائیں گے" اس کے بعد وہ بڑے پیمانہ پر فوجی تیاری کرنے لگے اور ان کا ارادہ غالباً یہ تھا کہ مدینہ پر فوج کشی کر کے اسلامی حکومت کی جڑیں کاٹ دیں۔ کچھ عرصہ بعد خالد کو شامی فوجوں کا سالارِ اعلیٰ مقرر کر کے ابو بکر صدیق کے حوصلے اتنے بلند ہوئے کہ وہ بولے: "بخدا میں خالد سے رومیوں کو ایسی مار لگواؤں گا کہ ان کے شیطانی وسوسے پراگندہ ہو جائیں گے" (تہذیب ابن عساکر، مصر، ۱/۱۳۶) خالد اس وقت عراق کے مورچہ پر سرحدی رئیسوں کو صلح اور جزیہ کے ذریعہ مسخر کر کے عراق کی باقاعدہ فتوحات کے لئے زمین ہموار کر رہے تھے کہ ابو بکر صدیق کا یہ حکمنامہ مراسلہ موصول ہوا:

"واضح ہو کہ جب تم کو میرا یہ خط ملے تو ان لوگوں کو چھوڑ کر جو تمھارے عراق پہنچنے سے پہلے وہاں موجود تھے، چل دو، اور اپنی فوج کے ان مردانِ کار کو ساتھ لے کر جو یمامہ میں تمھارے ہمرکاب تھے، یا یمامہ سے عراق کے سفر میں تم سے آملے تھے یا حجاز سے تمھارے پاس آگئے تھے، بعجلت تمام شام کا رُخ کرو اور ابو عبیدہ

[1] مرج الصُفر، دمشق سے ۲۰ میل جنوب میں ایک میدان تھا۔ تاریخ عرب، ہتی ص ۱۵۰

اور ان کی فوجوں سے مل جاؤ، وہاں پہنچ کر ساری فوج کے سالارِ اعلیٰ تم ہوگے، والسلام علیکم۔" (فتوح الشام ازدی ص۵۵-۵۸ وتہذیب ابن عساکر ۱/۱۳۸)

۴۵۔ ابو عبیدہ بن جرّاح کے نام

جب ابوبکر صدیق نے ابو عبیدہ کو افواجِ شام کی سپہ سالاری سے معزول کر کے خالد بن ولید کو اس عہدہ پر مقرر کرنے کا ارادہ کیا تو عمر فاروق نے اس کی مخالفت کی۔ ہمارے مورخوں نے اس مخالفت کے کئی سبب بیان کئے ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ خالد اور عمر فاروق میں جو قریبی رشتہ دار تھے لڑکپن سے چشمک تھی، دوسری روایت یہ ہے کہ خالد نے ابوبکر صدیق کے عہدِ خلافت میں عمر فاروق کی شان میں ایسے لفظ کہے جن سے ان کو دکھ ہوا اور وہ خالد سے ناراض ہو گئے، تیسرا قول ہے کہ عمر فاروق کی خالد سے برہمی کا سبب مالک بن نُوَیرہ کا افسوسناک قضیہ تھا، مالک جن کو خالد نے اسلام سے باغی سمجھ کر قتل کرا دیا تھا، اور جن کو عمر فاروق ثقہ شاہدوں کی شہادت کی بنا پر مسلمان باور کرتے تھے، چوتھا قول یہ ہے کہ عمر فاروق کو خالد کی بے باک تلوار اور مسرفانہ فیاضی ناگوار تھی۔ ان سب کے علاوہ مخالفت کا ایک اور وزنی سبب یہ تھا کہ خالد نومسلم تھا اور ابو عبیدہ قدیم الاسلام، عمر فاروق کو یہ بات گوارا نہ تھی کہ ایک نو آزمودہ مسلم کو ایک پرانے اور اسلام کی ابتدائی آزمائشوں میں ثابت قدم رہنے والے صحابی، پختہ کار مجاہد اور مدبر پر فوقیت حاصل ہو۔ ابوبکر صدیق جو عمر فاروق کی بات بہت کم ٹالتے تھے، خالد کے معاملہ میں ان سے اتفاق رائے نہ کر سکے، ان کے سامنے اس وقت نئے یا پرانے مسلمان کا مسئلہ نہ تھا، نہ زیادہ اور کم خدمات کا، نہ سیرت کے اعتبار سے بڑھیا گھٹیا کا، انھوں نے خالد کو صرف اس اعتبار سے ترجیح دی کہ وہ ایک طرف لڑائی کے فن اور لڑائی کے تجربہ میں دوسرے سالاروں سے گوئے سبقت لے گئے تھے اور دوسری طرف خود اعتمادی کے زیور سے زیادہ آراستہ تھے۔ ابو عبیدہ کی معزولی کے فرمان کا مضمون یہ تھا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ واضح ہو کہ میں نے شام میں رومیوں سے لڑائی کی

کمانِ اعلیٰ خالد کو دے دی ہے، تم اُن کی مخالفت نہ کرنا، ان کی بات ماننا اور ان کی رائے پر عمل کرنا، میں نے یہ جانتے ہوئے کہ تم خالد سے بہتر ہو ان کو تمھارا افسرِ اعلیٰ بنا دیا ہے، میرا خیال ہے کہ ان کو جنگی معاملات کی تم سے زیادہ سمجھ بوجھ ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ ہمیں اور تمھیں سیدھے راستہ پر گامزن رکھے، والسلام علیک ورحمۃ اللہ"۔ (ازدی صلہ)

ربیع الاول ۱۳ھ میں خالد اپنا نیا عہدہ سنبھالنے عراق سے شام روانہ ہوئے۔ عراق سے نکل کر سرحد شام میں جب داخل ہوئے تو انھوں نے ایک مراسلہ شام کے مسلمانوں کو اور دوسرا ابوعبیدہ بن جراح کو بھیجا۔ مسلمانوں کو لکھا تھا "میں آپ کا سالارِ اعلیٰ مقرر کیا گیا ہوں اور بہت جلد آپ سے آملوں گا، خاطر جمع رکھیے اور بالکل نہ گھبرایئے، خدا کا وعدہ عنقریب پورا ہونے والا ہے"۔ خالد نو مسلم تھے یعنی فتح مکہ (۸ھ) سے کچھ پہلے مسلمان ہوئے، اس کے برخلاف ابوعبیدہ مہاجرین اولین اور رسول اللہ کے عزیز ترین ساتھیوں میں سے تھے، ان کی خدمات جنگ و امن دونوں میں شاندار تھیں، عادات و اطوار پسندیدہ تھے۔ رسول اللہ کے صحابہ میں ان کو خاص امتیاز حاصل تھا، عمر فاروق ان کا بڑا احترام کرتے تھے۔ خالد کو اس خیال سے غیرت سی آئی کہ وہ افسر اور ابوعبیدہ جیسی بھاری بھرکم شخصیت کے صحابی ان کے ماتحت ہوں، اس احساس کے زیرِ اثر انھوں نے ابوعبیدہ کو جو پُر انکسار اور معذرت آمیز خط لکھا وہ پڑھیے اور داد دیجیے:۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم: ابوعبیدہ بن جراح کی خدمت میں خالد بن ولید کی طرف سے، سلام علیک میں اس معبود کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ خدا سے التجا ہے کہ خوف کے دن (قیامت) مجھے اور آپ کو دوزخ کی سزا سے امان میں رکھے اور دنیا میں آزمائشوں اور مصیبتوں سے خلیفۂ رسول اللہ (ابوبکر) کا فرمان موصول ہوا ہے جس میں انھوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ شام جا کر وہاں کی فوجوں کی کمان اپنے ہاتھ میں لوں۔ بخدا میں نے نہ تو اس عہدہ کی درخواست کی نہ اس کی خواہش، اور نہ اُن سے اس باب میں کوئی خط و کتابت۔ آپ پر خدا کی رحمت (میرے سالارِ اعلیٰ ہونے کے باوجود) آپ کی حیثیت وہی رہے گی جو تھی، آپ کے کسی حکم کو ٹالا نہ جائے گا، نہ آپ کی رائے اور مشورہ کو نظر انداز کیا جائے گا اور نہ آپ کی صلاح بغیر کوئی فیصلہ ہوگا، آپ مسلمانوں کی ایک برگزیدہ شخصیت ہیں، نہ تو آپ کے فضل سے انکار کیا جا سکتا ہے اور نہ آپ کی رائے سے بے پروائی برتنا ممکن ہے۔م

م خدا سے دعا ہے کہ اپنی مہربانیوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دے اور مجھے اور آپ کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے، والسلام علیک ورحمۃ اللہ"۔ (فتوح الشام ازدی ص۶۲)